



بعون صنّاع مکین مکان و فضل خلّاق زمین و زمان

مدّ الحمد و المِنَّه که درین هنگام فرخی خراج بفضل ملک

رساله

صفاح العقیان

فیه

تبیان تحریف القرآن

تصنیف شریف عالم عامل فاضل کامل جناب مولی

سید سبط حسین صاحب مقام لکنؤ

در طبع اشاعشری ہماک عابد علی صنوی طبع شد



والله يهدي مبيناً إلى صراط مستقيم

سند الحمد ابن ساله شریفه وعجاله منیفه وعلاله رائقه  
ودجزوه فائقه در تائید مذہب شیعہ و دفع توہمات شنیعہ الموسوم

## صفاح العقیان فے

### تبیان تحریف القرآن

از تصنیف شریف عالم باعمل فاضل بے بدل حسنا دین نقاد و طبع  
جامی دین ناصر شرع متین مع لوی سید حبیب حسین ربیع الثانی

در مطبع اشاعہ شری با تہام کمترین عیاد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد کما ینبغی للجلال وجہ الکریم والصلوٰۃ علی محمد وآلہ الخصیین  
 بالتبجیل والتکریم اما بعد پس دینو لا بعض عوام اہلسنت کیطرفی چند سوالات اس  
 بدین مشایر علما وفضلاء رشیدہ کی خدمت میں گردش کرتے ہوئی اس حقیر کی نظر سے ہی  
 گذری اور جن حضرات کے پاس کہ وہ سوالات گئے انہوں نے اپنے اپنے مصالح  
 خاصہ کے اقتضاء سے جواب لکھنی سے اعراض فرمایا لیکن حقیر اس امر کو مناسب  
 نہ سمجھا کہ ان سوالات کے جواب سی اعراض محض کیا جاوے اسلئے کہ سائل کو طالب  
 حق ہے تو ہدایت اُسکی بحسب مناسبت وقت و حال و تا اسکان واجب ہے اور اگر محض  
 عامیانہ طور پر سائل کو اقامت جدال اور تضییع اوقات اپنی اور مقابل کی منظور ہے  
 تاہم مرتبہ اول میں کچھ وعظ و نصیحت اُسکو مناسب ہے آئندہ جو حالات سی سائل کے  
 ظاہر ہوگا اُسوقت ان حالات کا جو مقتضی عقل و فہم صحیح کے نزدیک مناسب  
 ہوگا عمل میں آسکتا ہے بنا بران علی الفور برسبیل ہدایتہ و اجتال کمال استعال یہیہ  
 چند سطور لکھی گئے وَاِنَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَافُ اور نام اس کتاب کا  
 صفحہ العقیان فی تبیان تحریف القرآن رکھا گیا اور قبل اسکے  
 کہ تحریر جواب آغاز کیا دسے نقل عبارت سوال بلفظ مناسب ہے اور وہ یہ ہے

عثمان نے قرآن میں تحریف کی تو علی یا اور آئمہ نے قرآن درست کر کے شیعوں کو کیوں  
 نہ دیا یا تو معاذ اللہ حضرت علی یا اور آئمہ شریک گناہ عثمان تھے یا درست کر لیں علی جز  
 تھے اور شیعہ بغیر درست شدہ قرآن اب تک نماز وغیرہ میں کیوں استعمال کرتے  
 ہیں کیونکہ جب تحریف ہوئی تو ضرور مطلب خبط ہوا اور عنوان میں فرق ہو ا  
 معلوم شیعہ بروز قیامت کیا جواب دیں گے۔ جواب اس سوال کا مقتضی تقدیم تمہید کا  
 ہو اور وہ یہ ہے کہ شیعہ دینی میں جو واقعات نزاعی ہیں یا متعلق بمقولات صرفہ میں جس طرح  
 حتمی کا عادل اور حکیم ہونا یا متعلق بجالات ایام گذشتہ ہیں جس طرح یہ امر کہ خلیفہ اول  
 اہلسنت کے اچھے شخص تھے یا برے اور خلافت پر انہوں نے باستحقاق تسلط حاصل  
 کیا تھا یا خلاف استحقاق اور یہ امور ایسے نہیں ہیں کہ آنکھ سے دیکھی دین جس طرح  
 افتاب دن کو اور ستارے شب کو دیکھی دیتے ہیں بلکہ ذریعہ انکے علم کا قرآن اور  
 احادیث اور اقوال علمای تاریخ و سیرت ہر ان چیزوں سے آگاہ ہونے کے لیے کتب  
 تفسیر حدیث و تاریخ وغیرہ کا وجود درکار ہو اور قوت فہم معانی و مدلولات ثلاث مطابقیہ  
 و تضمیمہ و التزامیہ بھی درکار ہو اور یہ اقتدار بدون تحصیل ادن علوم ضروریہ کے جو سبادی  
 قرار پائیں ہیں بقدر کفایت حاصل نہیں ہو سکتا ایشان اس شخص کی جو اس بارہ میں تحقیق  
 حق و دریافت امر اصلی واقعی کیا چاہے یہ ہو کہ انہر اقتدار اسی حاصل ہو اور جو شخص  
 کہ ایسا اقتدار نہیں رکھتا وہ اس بارہ میں نفس حق محقق بقوت اور اک خود دریافت نہیں  
 کر سکتا اور سائل کے حالت جو سوالات سے ظاہر ہوتی ہو یہ ہے کہ اسکو کوئی بھی چیز  
 منجملہ ادن چیزوں کے جکا ادب پر بیان ہو حاصل نہیں اور جو حالت سائل کی ہو اس  
 حالت کے لوگ اکثر تو اپنے آبائی مذہب پر باقی رہتے ہیں سنی ہوں یا شیعہ ہوں اور  
 بعض جو اپنے شکوک رفع کیا چاہتے ہیں اپنے ہی مذہب کے کسی مشہور شخص سے کچھ

۴۷  
پوچھ کر تشفی اپنی کر لیتے ہیں اور بعض لوگ باوصف بے سوادى و عدم استعداد  
علمی کے اپنی راي ناقص پر بہو سا کر کے ایک بات اختیار کر لیتے ہیں جیسی حدیثی احادیث  
مصنعت آیات بنیات جنگی ثلث استعداد عربیت انکی اس کتاب سی ظاہر ہے اور  
انجام انکایہ ہو اگر پہلے سنی سے شیعہ ہوئے اور اہل علمان سی نیچر ہو گئے دو فون کو  
گمراہ کہتے ہیں اور بعض لوگ طالب انصاف و حق ہو کے تعصب مذہبی کو چوڑے کے  
فریقین کے علما سے استفسارات کرتے ہیں اور اسکو ذریعہ دریافت حق کا قرار  
دیتے ہیں اگر سائل قسم اول سے ہو اور اپنے مذہب آبائی پر ثابت قدم ہی تو اوسکا  
سوال کرنا عجیب ہو اور جواب گھٹنا بھی عجیب ہو اور اگر اسکی ہمت رد مذہب سے کیڑ  
متوجہ ہو تو لوی رسالہ یا کتاب لکھے اس مذہب کے لوگوں میں سے اگر کوئی شخص  
اسکا جواب گھٹنا ضروری سمجھتا تو اسکو لگا دوڑ نہ بہت سی حوام اور بے استعداد فریقین کے  
ایسے ہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے کی مذہب کی رد و امیانہ طور پر لکھی اور اس  
مذہب کے لوگ اوس کو ضعیف و سست سمجھ کر اسکی طرف متوجہ بھی نہیں ہوئے  
اور اگر شق اول کا تعین معلوم ہوتا تو اسقدر جواب پر اکتفا کیجاتی اور اگر سائل  
قسم دوم سی ہو تب بھی اسکے جواب سی اعراض ہی مناسب ہو کیونکہ جو امر کہ ظہور  
وضوح عقلی میں منافی مماثل شمس نصف النہار کا ہوگا اگر برخلاف مذہب سائل ہوگا اور  
اہل علم لاکھ طرح چاہیں گے کہ سائل اسکو مان لے سائل کہی نہ مانینگا اور اگر قسم سوم سی ہو  
تب بھی اجتناب و احتراز ہی مناسب ہو کیونکہ جسکو چشم انصاف اور دیدہ بصیر نہیں  
وہ کیونکر حق کو پسند کرے گا وہ منہ اجماع اللہ فوسا اذلالہ من فوسا بان اگر سائل قسم چارم سے  
ہی تو ہم طلب حق و صواب پر اسکی اعانت کر نہیں قصور جائز نہیں سمجھتی ہیں چنانچہ  
ایک یہی شق ہو جو اگر فرض کیا جاوے تو سوالات سائل اوس پر بنا کر کے گھٹنا اولی معلوم  
ہوتا ہو اور یہ جواب بمنزلہ ہدایت بلکہ عین ہدایت الی الحق ہو چنانچہ اسی فرض کی بنا پر

جواب سائل کا اس طرح لکھا جاتا ہے کہ حسین تعصب و پاسداری مذہب سے کچھ نہیں  
 نہ دیا جاوے گا بلکہ صحیح صحیح جو امر مذہب فریقین کی نسبت معلوم ہو وہ اس طرح بیان کیا  
 کہ اگر کوئی منصف اہلسنت سے بھی کہتا تو یہی لکھتا و اللہ يقول الحق و ہدیہ ہدی  
 السبیل اصل حقیقت یہ ہے کہ سائل کو نہ مذہب سے کی خبر ہو نہ مذہب سے کسی قرآن میں تحریف کا  
 واقع ہونا علمای اہل مذہب میں بھی مختلف فیہ ہے لیکن جو احادیث فریقین کے مذہب میں سے  
 وارد ہوئے ہیں جنسی وقوع نقصان و تقدیم و تاخیر نسخ موجودہ قرآن میں ظاہر ہوتی ہو  
 وہ بکثرت میں سائل کو چاہیے کہ صدر ام اللہیات حضرت جد امجد آیۃ اللہ فی العالمین  
 کھف الشیعہ و ظہر الشریعہ مروج ملہ جد لا خیر البشر علیہ السلام اثنی عشر  
 جناب غفران مآب علیہ السلام مقامہ اور باب خیم نزہۃ اثنی عشریہ عالم عامل میرزا محمد صاحب  
 کامل دہلوی اور جلد اول استقصار الافہام آیۃ اللہ فی العالمین جناب مولوی سید  
 حامد حسین صاحب اطال اللہ بقاؤہ و داد فی معارج الفضل ارتقاؤہ و سکھے اور جو  
 حدیثیں کہ کتب اہلسنت سے ان کتابوں میں نقل ہوئیں ان کو ملاحظہ کریں اگر ایسا کرتے تو  
 انہیں ظاہر ہو جاتا کہ اہلسنت کو وقوع تحریف فی القرآن کا انکار قطعی ممکن نہیں ہے لیکن حالات  
 کے ویکہنی سے ظاہر ہے کہ انکو استعارہ استعداد علمی نہیں ہے کہ وہ ان کتب کے مطالب کو  
 سمجھ سکیں اور جو کچھ کہ ان کتابوں میں مذکور ہے اسی کا پیر لکھنا اس نظر سے تصبیح وقت ہے  
 کہ یہ کتابیں مطبوع و شائع ہو چکی ہیں پس جو کچھ کہ انہیں لکھا ہے وہ کیوں مکرر لکھا جاوے  
 اور انکے حوالہ پر کیوں انکشاف کیجاوے اور سائل کو اگر دریافت حق مطلوب ہے تو اول  
 اپنے استعداد علمی بہم پہنچاؤ واجب ہے بعد اسکے ان کتب کو دیکھنا مناسب ہے اور جو بہن  
 انکے اس قدر کلام پر انکشاف مناسب محسوس کیونکہ انکی ہدایت کے لیے اگر ہر مسئلہ نزاعی میں  
 تفصیل ضروری مع اقوال و مباحثات جانبین لکھی جاوے تو خواہر ہے کہ مجلدات کثیرہ  
 کے لکھنے کی نوبت پہنچی اور یہ امر مانع و ممنوع دیگر اشتغال و اعمال ضروریہ ہے اور جبکہ



کتب فریقین کے مذکور ہیں تو ایک طرح پر بیفائدہ و عبث بھی مقصور ہو لیکن  
سائل کی حالت ایسی ہے کہ نہ ان کتب کو وہ دیکھ سکتی ہیں نہ اونسی یہ امید ہو  
کہ دیکھیں گے اور چونکہ ابھی تک یہ احتمال ہو کہ وہ طالب حق و صواب ہوں نہ متعصب  
اور خود پسند لہذا اس سلسلہ تحریف میں ایک کلام مختصر ادا کیا جاتا ہے کہ جس سے اگر  
وہ نفس الامر میں طالب حق ہیں تو اس کلام سے منتفع ہوں گے ورنہ اور کوئی شخص جو  
طالب حق و صواب ہو اور اس کی نظر ان اوراق پر پڑی تو وہ منتفع ہوگا اور ہدایت  
پانا کسی شخص کا موجب حصول ثواب عظیم اس شخص کے لیے ہو جو ہدایت پر معین ہو  
اور ان اوراق میں نہ صرف وہی مطالب بیان کئی جاؤ گئے جو کتب سابقہ میں مذکور  
ہیں بلکہ حسب سبب تفتاح حال اور بہت سی مطالب جلیلہ اور نفائس نبیلہ ایسی مذکور ہوں گے  
جو کہ کتب سابقہ تصنیف میں مذکور نہیں ہیں پس مخفی نہ رہی کہ جناب شیخ صدوق  
بن بابویہ قمی اعلیٰ اللہ مقامہ جو اکابر محدثین شیعہ سی ہیں اپنے رسالہ اعتقاد یہ میں فرماتے  
ہیں اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ہو ما بین الدفتین وما  
ایدی الناس لیس اکثر من ذلک قال ومن نسب الینا انا نقول انه اکثر من  
ذلک فھو کاذب ترجمہ ظاہری اس کلام کا یہ ہے کہ اعتقاد ہمارا اور بظاہر مراد اس  
کلام سے یہ ہے کہ اعتقاد ہم کل امامیہ اثنا عشریہ کا یہ ہے کہ وہ قرآن کہ جسکو جناب باری  
نی اپنے پیغمبر پر نازل کیا ہو وہ اسقدر ہے جو درمیان دفتین کے ہے اور جو لوگوں نے  
پاس ہے اس سے زائد نہیں ہو اور جو شخص کہ ہماری طرف اس امر کو نسبت دیتا ہے  
کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن اس سے کچھ زائد ہو وہ دروغ گو ہو اس عبارت  
سی جناب شیخ صدوق کے اگرچہ یہ سمجھنا کہ وہ تحریف قرآن کا مطلقاً جمیع المعانی انکار  
رکھتے تھے اگرچہ محل نظر ہے جیسا کہ عنقریب بتفصیل انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا  
لیکن جناب شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں بھی ہیں کہ جناب شیخ صدوق

اعلیٰ اللہ مقامہ نے تحریف من جمیع المعانی انکار کیا ہو چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ میں کہتی  
 ہیں کہ شیخ صدوق این بابویہ در کتاب اعتقادات خود ازین عقیدہ کاذبہ دست بردار  
 شد و فارغ خطی دادہ است اگرچہ علی الظاہر جناب شاہ عبد العزیز صاحب فی رسالہ  
 اعتقادات جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اسی طرح نہیں دیکھا جس طرح اور کتب  
 شیعہ انہوں نے نہیں ملاحظہ کیے صرف حواشی محرقہ میں جو پامادہ نقل کر دیا جیسا کہ ان  
 کتب میں جو آنکے رد میں تصنیف ہوئی ہیں قطعاً ثابت ہو اور اگر یہ فرض کیا جاوے  
 تو یہ بھی فرض نہیں ہو سکتا کہ جناب محدوج عبارت عربیہ سمجھنی پر قدرت نہیں کہتی  
 اور جب یہ بھی فرض نہیں ہو سکتا تو یہ لازم آتا ہے کہ دیدہ و دانستہ انہوں نے  
 تحریف معنوی کا شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں کی اور وہ کلام ادا کیا جو بوی صدق راستی  
 نہیں رکھتا بلکہ محض خلاف واقع ہو اس واسطی کہ دعویٰ سی دست بردار ہونا اور فارغ  
 دینا بدون اس بات کے نہیں ہوتا کہ پہلی کسی شخص کو ایک چیز کا دعویٰ ہو اور بعد  
 دعویٰ کے وہ شخص دست برداری کرے جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے جس امر سے  
 انکار کیا ہو اسکی نسبت انکا خود یا انکی کسی اہل مذہب کا مدعی ہونا انکے کلام سے  
 کسی طرح ظاہر نہیں بلکہ عکس آنکے کلام کا محصل یہ ہے کہ کبھی انکو اور انکے اہل مذہب کو  
 اس امر کا دعویٰ ہی نہیں ہوا جسکو جناب شاہ صاحب انکی طرف نسبت دیتی ہیں  
 پس نصف گو مال دیانت جناب شاہ صاحب کا آنکے ہی کلام سے شاہ صاحب محدوج  
 کی ظاہر ہو سکتا ہو اور شیخ علی الاطلاق اور رئیس الطائفہ بالاسمحاق جناب شیخ الطائفہ  
 شیخ ابو جعفر محمد بن احسن الطوسی کتاب بیان فی علوم الفرقان میں فرماتے ہیں اما  
 الکلام فی سنیادۃ و فقہادۃ فما لا یشیق بہ لان ازیادۃ فیہ مجمع علی بطلانہ  
 و النقصان منہ فالظاہر ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ و ہو  
 الالباق بالصحیح من مذہبنا و هو الذی نصرہ المرتضیٰ و ہو الظاہر فی

الروایات غیرانہ روایت سر و آیات کثیرہ من جہۃ الخاصۃ والعامۃ بنقصا  
 کثیر من ای القرآن ونقل شی منہ من مدفع الی موضع طریقہ الاحاد الی لا تجب  
 علما فالاولیٰ کہ عرض عنہا و ذلک الشاغل بہا لہ میمن تاویلہا و لو محتسبان  
 ذلک طعننا علی ما ہو موجود بین الدفتین فان ذلک معلوم صحیحہ لا یعتبرہ احد من  
 الائمہ ولا یدفعہ و روایتنا متناصرت بالحث علی قرائتہ و التمسک بما فیہ و رد ما یدر  
 من اختلاف الاخبار فی الفرع الیہ و عرضہا علیہ فوافقہ عمل علیہ و مخالفہ تجنب و  
 لم یلتفت الیہ یعنی گفتگو کی روشنی قرآن میں پس یہ اس چیز ہے کہ نہیں سزاوار ہے  
 کلام اس میں اس واسطی کہ یہ بات کہ قرآن میں کچھ بڑ بگیا ہو ایسا امر ہے کہ جس کا باطل  
 ہونا اجماعی ہے اور یہ بات کہ قرآن میں سے کچھ گمٹ گیا ہو نیکل بر ہے کہ وہ ب  
 کل مسلمین خلاف اسکی ہو اور یہی مناسب ہو اور چسپان تر ہو ساتھ اس امر کے  
 کہ صحیح ہے مذہب ہم امامیہ اثنا عشریہ سی اور یہی ظاہر ہے روایات میں مگر یہ امر  
 بھی ہے کہ بہت سی روایتیں بہت سی خاصہ یعنی فرقہ اثنا عشریہ اور عامہ یعنی  
 دیگر فرق اسلام سی ایسی آئین میں کہ جنس واقع ہونا گمٹ جائیکا اور نکل جانا بہت سی  
 آیات قرانی کا اس قرآن موجود سی ظاہر ہوتا ہو اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ بعضی چیز  
 اس قرآن میں کہیں تھے اور وہ کہیں سے کہیں ہو گئے مگر جن سندوں سی و طریقہ  
 یہ روایات آئی ہیں وہ اخبار احاد میں کہ جو موجب علم و یقین نہیں ہو سکتی پس بہتر  
 یہ ہو کہ ان اخبار سی اعراض کیا جاوی اور انہیں تشاعل ترک کیا جاوی اسلامی  
 کہ ان اخبار کی تاویل ممکن ہو اور اگر وہ اخبار صحیح ہی ہوں تو جو قرآن بین الدفتین  
 موجود ہے اس پر ان اخبار کی وجہ سی کوئی طعن نہیں ہو سکتی اسلئے کہ اس قرآن موجود  
 کی صحت یقیناً معلوم ہو کہ کسی شخص امت میں سے نہ اس پر معترض ہو اور نہ اسکا انکار یا اسکا  
 رد کرتا ہو اور ہماری مذہب کے روایتیں ایک دو سرے کی تائید کرتی ہیں اس بات پر

کہ ہم کو ترغیب دلائی گئی ہو اور تاکید کی گئی ہو اس قرآن کے پڑھنے کی اور کچھ  
 کہ اس قرآن میں مذکور ہو اسکے ساتھ تمسک ہونی کی اور فروع دین کے متعلق  
 جو احادیث آئین دین اور انہیں باہم دیگر اختلاف ہو انکی بابت روایات میں ہکو  
 یہ حکم ہو کہ رجوع کریں طرف اسی قرآن کے اور مطابق کریں اون حدیثوں کو اسی  
 قرآن موجود پر جو حدیث کہ اس قرآن کے موافق ہو اور عمل کیا جاوی اور  
 جو حدیث کہ اس قرآن کے مخالف ہو اس سے اجتناب کیا جاوی اور اسکی طرف  
 التفات نہ کیا جاوے اتنی محصل ترجمہ اور جناب امین الاسلام فضیل بن حسن طبری  
 رحمہ اللہ کتاب مجمع البیان فی علوم الفرقان میں تحریر فرماتے ہیں کہ اما الزیادۃ فیہ  
 فجمع علی بطلانہ واما نقصان فیہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا و قوم من  
 خشوعہ العامة ان فی القرآن تغیرا و نقصانا و الصیح من مذہب اصحابنا  
 خلافہ و هو الذی فصل المرفی قدس اللہ سرہ و استوفی الکلام فیہ غایۃ  
 الاستیفاء فی جواب المسائل فطر البلیات یعنی یہ بات کہ قرآن موجود میں  
 کچھ بڑا دیا گیا ہو یہ تو ایسا امر ہے کہ اسکے باطل ہونے پر اجماع ہو مگر دوسرا  
 امر یہ کہ اس میں سے کچھ گھٹ گیا ہو پس تحقیق کہ روایت کیا ہو ایک جماعت نے  
 ہم امامیہ اثنا عشریہ سے اور ایک گروہ فی خشوعہ عامہ سی کہ قرآن میں تغیر و نقصان  
 ہی اور صحیح مذہب ہمارے اسی کا خلاف اسکی ہو اور یہی صحیح مذہب وہ مذہب ہو کہ جسکی  
 اعانت کی ہو سید مرتضیٰ نے اور حد کا بسط دیا ہو کلام کو اس باری میں جواب میں  
 مسائل طرابلسیات کے بعد چند سطور کے پھر جناب شیخ فضل بن حسن طبری علیہ  
 الرحمہ کہتے ہیں کہ ذکر ان من خالف فی ذلک من الامامیۃ و الخشوعۃ لایقتد  
 بخلافہم فان الخلاف فی ذلک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا  
 اخبارا ضعیفۃ ظنوا احتیالا یرجع بمثلہا عن المعلوم المقطوع علی صحۃ یعنی جناب

سید تقی عالم الہدی نے یہ بھی ذکر کیا ہے جو اس مسئلہ میں مسئلہ نقصان  
 قرآن میں جو شخص فرقہ امامیہ سی یا فرقہ خشویہ میں سے ہمارے قول کے مخالف  
 ہی اسکا خلاف لائق شمار نہیں ہے اس واسطی کہ اختلاف اس مسئلہ میں منسوب ہے  
 طرف ایک فرقہ کے اصحاب حدیث میں سے کہ جنہوں نے چند اخبار ضعیفہ  
 نقل کئے ہیں اور ظن اُگویہ ہوا ہے کہ یہ اخبار صحیح ہیں لیکن ایسے اخبار سے  
 بازگشت نہیں کی جاتی ہے ایسی چیز سے کہ جو معلوم ہے اور صحت اور سکی قطعی اور  
 یقینی ہے یہ چند اقوال اُن ارکان مذہب امامیہ کے ہیں جنکا نظیر و مثل اس  
 مذہب کے علمائین کثیر پیدا ہوا ہے اور ہر شخص ان چاروں عالموں میں سے بالخصوص  
 جناب سید تقی علم الہادی اور شیخ الطائفہ شیخ ابو جعفر طوسی اور جناب شیخ صدوق  
 اعظم مشہور اہل مذہب امامیہ آٹھ عشرہ کے بلکہ سراسر عظیمای علمای اسلامیہ سے  
 ہیں اور کتاب قوانین محکمہ میں جناب میرزا ابوالقاسم قمی رحمہ اللہ کے مذکور ہو کہ  
 عن السيد والصدوق والمحقق الطبرسي وجمهور المجتہدين بعدہ  
 یعنی جناب سید تقی علیہ الرحمۃ اور شیخ صدوق اور محقق طبرسی اور جمہور مجتہدین سے  
 منقول ہے کہ وہ قائل عدم وقوع تحریف فی القرآن کے ہیں اور مخفی نہ ہے کہ لفظ  
 جمہور اس مقام پر مستعمل ہوتی ہے کہ جہاں قائل ایک قول کے اکثر ہوں اور مخالف  
 آئین یا تو بالکل ہوں اور اگر ہوں تو کمتر ہوں پس کلام جناب میرزا ابوالقاسم قمی  
 رحمہ اللہ سے ظاہر ہوا کہ مجتہدین و علمای امامیہ قائل عدم وقوع تحریف فی القرآن  
 کے ہیں مخالف انکی باتو بالکلیہ نہیں ہیں یا ہیں تو کم ہیں اگرچہ تفسیر صافی میں علامہ حسن  
 کاظمی نے کہ جو سراسر متاخرین اخبار میں ہیں قول وقوع تحریف کی تصحیح نہیں کی لیکن  
 اُن کے ہاں سے انکے میلان طرف اس قول کے ظاہر ہوتا ہے اور مقتضی اخباریت کا  
 اجماع ہی ہے کہ لکن نزہۃ آسمانہ یہ ہے کہ نہ سب اخبار اہمیت سی اُنکے نقل کیا ہے کہ

انہوں نے اس میں لکھا ہی اذہ بعینہ ما ہو بیت الدفتیں کے اید الناس  
 الیوم ولیس اکثر من ذلک وما فی بعض الاخبار عن اہل البیت علیہم السلام  
 ما یدل علی خلافہ فہو ماؤگ کما ذکرنا فی کتابنا المسی بعلم الیقین یعنی قرآن  
 وہی ہر جو بین الدفتیں آج لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے زائد نہیں ہے اور  
 وہ بات جو بعض حدیثوں میں الہدیت علیہم السلام سے منقول ہے اور ولایت کرتی  
 ہے خلاف پر اس امر کے وہ بات تاویل کردہ شدہ ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب کے جو کسی  
 بعلم الیقین سے ذکر کیا ہے اور اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ملا محسن کا شی بھی عدم تحریف  
 قرآن کے قائل ہیں لیکن اصل امر یہ ہے جیسا کہ شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے  
 بیان کیا ہے اور وہ اولہ کہ جو اوپر بیان کے جناب شیخ نے نہایت درست و بہت  
 ہیں اور بہت سی اخبار اور احادیث فرق اما یہ اور فرق الہدیت و جماعت  
 اور عامہ مسلمین میں اس طرح کے منقول ہے کہ جنسی واقع ہونا تحریف کا قرآن میں  
 ظاہر ہوتا ہے اور ان اخبار کی دو قسمیں ہیں بعض اخبار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن  
 موجود میں اس قسم کی تحریف ہوئی ہے جس سے اکثر امور قرآن موجود میں سے مفقود  
 کر دیے گئے جو صراحت و دلالت فضیلت ائمہ اثنا عشر یا الہدیت نبی پر کرتے تھے  
 اور بعض اخبار سے اور قسم کی وقوع تحریف ظاہر ہوتی ہے اور تحریف سے اس  
 مقام میں مراد یہ ہے کہ کچھ عبارت یا کوئی فقرہ نکل گیا یا کوئی لفظ بدل لیا ہے  
 یہ نہیں کہ کچھ بڑ گیا ہو عوام الہدیت کو بالخصوص یہی سن کے زیادہ جو سن خور  
 پیدا ہوتا ہے کہ جو جنز الہدیت نبی کی فضیلت پر دلالت کرتی تھی اس میں کچھ تغیر ہوا  
 اس لیے کہ اس تغیر کا وقوع اس امر پر مبنی کیا جاتا ہے کہ یہ امر بارادہ اخفا و فضیلت  
 الہدیت ان لوگوں سے واقع ہوا کہ جو اسکا اخفا چاہتے تھے حالانکہ انکار قطعی  
 انکو ہر گاہ ممکن نہیں ہے پس مناسب حال یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولاً ویسی ہی روایات

بیان ہونے لگی۔ وقوع اس قسم کے تغیر کا قرآن میں ظاہر ہوتا ہی پس مخفی نہ رہے کہ  
 علی ابن ابیہریم رحمہ اللہ نے جو قدما محدثین شیعہ سے ہیں اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ  
 قرآنی علی علیہ السلام الذین یقولون مرناہب لنا من انما واجنا و  
 ذہبنا قرا لا عین واجلنا للمتقین اماماً یعنی حضرت صادق علیہ السلام کی  
 خدمت میں یہ آیت پڑھا گیا الذین یقولون ہب لنا من ازواجنا و زیاتنا قرا  
 لا عین واجلنا للمتقین اماماً پس جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے  
 ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے جناب اقدس الہی سے بڑے امر عظیم کی خواہش  
 کی کہ ان کے تین متقین کا امام مقرر فرماوے پس لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ  
 پورے آیت کیونکر نازل ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نزول اس عبارت سے  
 ہوا ہے واجل لنا من المتقین اماماً اور مقصود حضرت کا بر تقدیر محنت و روتا  
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ متقین کا امام بن جانا ایسا منصب عظیم ہو کہ ہر شخص کو اس کی ہمت  
 نہیں ہے پس اگر یہ فرض کیا جاوے کہ قرآن موجود میں جسطرح یہ آیت مذکور ہو  
 اویسطرح نازل ہوئی ہو تو لازم آتا ہے کہ یہ لوگ بہت بڑے امر کی درخواست  
 حق تعالیٰ سے رکھتے تھے حالانکہ ان لوگوں نے ایسا تصور نہیں ہو اور اصل آیت  
 اس طرح نازل ہوئی تھی کہ ان لوگوں کی دعا یہ تھی واجل لنا من المتقین اماماً  
 یعنی خداوند اہمارے لیے ایک امام قرار دے کہ وہ گروہ متقین سے ہونے کہ  
 کہ چھ متقین کا امام قرار دی یہ روایت فرقہ شیعہ میں مذکور ہے اور حافظ بن حجر نے  
 کہ اکابر علماء بلکہ عالم ائمہ اہل سنت سی ہیں اور ان کا فضل و کمال و مجد و جلال  
 مانند آفتاب عیان و غیر محتاج الی البیان ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے  
 کہ قولہ واجلنا للمتقین اماماً قراء جعفر بن محمد واجل لنا من المتقین اماماً  
 یعنی بار الہا مقرر کر کہو امام واسطی متقین کے جعفر ابن محمد اسکو پڑھتے تھے واجل لنا

من المتقین اماماً یعنی تو ہمارے واسطے فرقہ متقین سے امام قرار دے اور  
 حافظ جلیل ابن ابی حاتم رازی نے اور محدث جلیل الشان حافظ بن مردویہ  
 اور علامہ بن نظیر حافظ بن عساکر نے کہ یہ سب جہاد کے ائمہ اہلسنت کے ہیں  
 رتبہ انکا قریب رتبہ بخاری اور مسلم کے ہے اور جس شخص کو انکی جلالت معلوم ہو  
 وہ انکے کتب جلیلہ رجالیہ اہلسنت میں جن پر مدار علم تاریخ ارباب حدیث کا ہوا  
 لوگوں کے مراتب و فضائل ملاحظہ کر لے یہ مینوں بزرگوں اور اپنے کتابوں میں  
 اور اسے نقل کر کے امام جلیل الشان اہلسنت کے جلال الدین سیوطی و غوثین  
 فرماتے ہیں کہ غوث بن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابن مسعود اشد  
 کان یقراء هذا الحرف و کفی الله المومنین القتال بطل ابن ابی طالب  
 یعنی روایت کی ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اور ابن عساکر نے ابن مسعود  
 کہ آیا کفی الله المومنین القتال کان الله قویاً عزیزاً کو عبد اللہ ابن مسعود کہ عیان  
 و اکابر صحابہ رسول سے بن اسطرح پڑھتے تھے کفی الله المومنین القتال  
 بطل ابن ابی طالب و کان الله قویاً عزیزاً یعنی بجا یا حق تعالیٰ نے مومنین کو  
 جنگ کرنے سے بسبب علی بن ابی طالب علیہم السلام کے اس روایت سے  
 ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کے نزدیک اس آیت میں لفظ علی بن ابی طالب کی  
 موجود تھی حالانکہ فی الحال نہیں ہے سیر محمد بن احمد بدخشانی بھی کہ علمای بنیال نشان  
 اہلسنت کے بلاد ہندوستان میں تھے اپنی کتاب مفتاح النجاح میں لکھا ہوا جو  
 بن مردویہ عن ابن مسعود ان کان یقراء هذا الحرف و کفی الله المومنین  
 القتال بطل ابن ابی طالب و کان الله قویاً عزیزاً یعنی روایت کی ہے ابن مردویہ  
 نے ابن مسعود سے کہ وہ اس آیت کو اسطرح پڑھتے تھے و کفی الله المومنین القتال  
 بطل ابن ابی طالب و کان الله قویاً عزیزاً اور تفسیر کشف البیان عن تفسیر المومنین



کہ مشہور تفسیر علی بن ابی طالب علیہ السلام احمر بن محمد بن ثعلبی کہ بڑی نام آور فاضل و محدث و جامع  
 کے ہیں اور بڑے معتد اور ثقہ ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ اخبرنی ابو محمد عبد اللہ  
 بن محمد بن عبد اللہ القاسمی نا ابو الحسن محمد بن عثمان بن الحسن  
 النصبی نا ابو بکر محمد بن الحسن بن صالح السبیعی نا احمد بن محمد بن سعید نا  
 احمد بن منعم بن ابی نعیم نا ابو جناد لا السلونی عن ابی عمش عن ابی وائل  
 قال قرات فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل  
 ابراہیم و آل عمران و آل محمد علی العالمین یعنی خبر دی ہے مجھے ابو محمد عبد اللہ  
 بن محمد بن عبد اللہ قاسمی نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے مجھے ابو الحسن محمد بن عثمان  
 بن حسین نصیبی نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے مجھے ابو بکر محمد بن حسین بن صالح السبیعی  
 نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے مجھے احمد بن محمد بن سعید نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی  
 مجھی احمد بن منعم بن ابی نعیم نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے مجھے ابو جناد لا سلونی نے  
 اور انہوں نے روایت کی عمش سے اور اعمش نے روایت کی ابی وائل  
 سے ابو وائل کہتے ہیں کہ پڑھیں نے قرآن میں عبد اللہ بن مسعود کی ان اللہ اصطفیٰ  
 آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران و آل محمد علی العالمین یعنی تحقیق کہ حق تعالیٰ  
 نے برگزیدہ کیا آدم اور نوح اور اہل ابراہیم اور اہل عمران اور آل محمد کو تمام عالم پر  
 حالانکہ نسخ موجود قرآن میں لفظ آل محمد کی موجود نہیں ہے اور میرزا محمد بن  
 معتمد خان بدخشانی نے جنگی مدح و توثیق مفتی رشید الدین نقصانی بیضاوی لفظ آل  
 میں اور دیگر اہل علم و کمال نے اہلسنت کے جابجا فرمائی ہے مفتاح النجاح میں تثنیٰ  
 و اخراج ای ابن مردودہ عن عمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال کنا نقراء علی عبد  
 رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا من  
 المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته فانظر ابن مردودہ بنی ہرے

روایت کی ہے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود  
 نے فرمایا کہ عہد رسول اللہ میں آیا یا ایہا الرسول الخ کو اس طرح پڑھتے تھے کہ  
 یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان  
 لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی اسی رسول پہونچا دو لوگوں کو وہ بات کہ جو نازل  
 ہوئی طرف تمہاری پروردگار کی جانب سی یہ کہ تحقیق علیؑ سولے ہیں اور سوار  
 کل مومنون کے اور اگر نہ کرو تم ایسا تو تمہیں تبلیغ رسالت نہیں اور شہاب الدین احمد  
 نے کہ اکابر علمائے اہلسنت سے ہیں کتاب توضیح الدلائل میں لکھا ہے کہ  
 فی روایۃ ابی بکر بن عیاش عن عاصم عن نضر عن عبد اللہ بن مسعود  
 قال کنا نقراء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک  
 من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی  
 ابوبکر بن عیاش نے روایت کی عاصم سے اور عاصم نے زرارہ سے اور زرارہ نے  
 عبد اللہ بن مسعود سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم عہد کر امت مہدجہ  
 رسالت مآب صلعم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما  
 انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ  
 اور حافظ جلال الدین سیوطی نے جنکی جلالت و منزلت محتاج بیان نہیں ہے  
 در مشورین فرمایا ہے کہ اخراج ابن مردودیہ عن ابن مسعود قال کنا  
 نقراء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من  
 ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی روایت  
 کی ابن مردودیہ نے ابن مسعود سے کہ فرمایا ابن مسعود نے کہ ہم عہد رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایہا الرسول  
 بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ

اور یہ ظاہر ہے کہ نسخ موجودہ قرآن میں لفظات علیٰ مولى المؤمنين کی نہیں  
موجود ہیں اور مخفی نہ ہے کہ روایات شیعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آیات کہ جنہیں  
مذمت صیبا کی تھی اور وہ آیات کہ جنہیں فضیلت اہلبیت کی تھی انہیں سے تحریف  
ہوئی اور یہی اہلسنت کی روایات سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور عوام اہلسنت کو  
یہی شک غیض و غضب ظاہری ہوتا ہے جلال الدین سیوطی در فتور میں فرماتی ہیں  
کہ اخرج ابن ابی شیبہ والطبرانی فی الاوسط و ابوالشیخ والحاکم وابن ادویہ  
عن حذیفہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا توبہ فی سورۃ العذاب  
واللہ ما ترک احد الا کانت منه وما تقرءون منها مما کنا تقرءونہا  
یعنی ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابوالشیخ اور حاکم اور ابن مردودہ نے کہ ہر ایک  
انہیں سے امام عظیم الشان علم حدیث کا یہی مذنیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے  
مسلمین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جس سورہ کا سورہ توبہ نام رکھتی ہو یہ سورہ خدا  
ہے اور قسم خدا کے یہی کہ اسنے کسی کو نہیں چھوڑا کہ جسکی مذمت نہ کی ہو اور جسقدر  
کہ تم اس سورہ میں سے پڑھتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک چوتھائی حصہ اسے مقدار کا  
کہ جسکو ہم پڑھتے تھے اور ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ اخرج ابن الضریح والشیخ  
عن حذیفہ قال ما تقرءون ثلثها یعنی ابن ضریح اور ابوالشیخ نے حذیفہ سے  
روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں سورہ توبہ جیسی خدا نے نازل کیا تھا  
اسکا ایک تہا و ابھی نہیں پڑھتے ہو اور یہی امام اہلسنت کے جلال الدین سیوطی  
کتاب التعلیل فی علوم الفرقائین فرماتے ہیں کہ عن مالک ان اولہا لما سقط  
بہ السورۃ فقد ثبت انها کانت قد اقبل البقر لا طولہا یعنی امام مالک سے  
روایت کی ہے کہ سورہ توبہ کا ابتدائی ٹکڑہ جو گر گیا ہے وہ وہ ٹکڑہ جو کہ بعد  
بسم اللہ کے تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہ توبہ یعنی سورہ برات

برابر سورہ بقرہ کے تھا اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اخراج ابو عبیدہ و ابن المنذر  
 و ابو الشیخ و ابن مردویہ عن سعید بن جبیر قال قلت لابن عباس سورۃ  
 التوبۃ قال التوبۃ ہی الفاصحۃ ما نزل فیہ منہم حتی ظننا انہ لا یبقی منا احدًا  
 لا ذکر فیہا یعنی ابو عبیدہ نے اور ابن منذر نے اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ  
 نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ سورہ توبہ  
 یعنی نام سورہ توبہ کا لیا تو انہوں نے کہا کہ سورہ توبہ کیا بلکہ یہ سورہ فاصحہ  
 ہے ہمیشہ اصحاب رسول کے باری نازل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم اصحاب رسول کو  
 گمان ہو گیا تھا کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ بھی گا کہ جس کا ذکر اس سورہ میں  
 و اخراج ابن المنذر و ابو الشیخ و ابن مردویہ عن ابن عباس ان عمر قبل لہ  
 سورۃ التوبۃ قال ہی الی العذاب اقرب ما اقلعت عن الناس حتی  
 ما کانت تدع منہم احداً اور ابن المنذر اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے  
 ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عمر کے آگے سورہ توبہ کا ذکر ہوا عمر نے کہا کہ یہ  
 سورہ تو طرف عذاب کے اقرب ہے و اسد کہ نہیں باز رہا یہ سورہ لوگوں سے  
 یہاں تک کہ کسی ایک کو بھی نہ چھوڑتا تھا و اخراج ابو الشیخ عن عکرمہ قال قال عمر  
 ما فرغ من نزل براءۃ حتی ظننا انہ لم یبق منا احدًا لا ستنزل فیہ و کانت  
 تسمی الفاصحۃ یعنی ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ نہیں  
 فراغت ہوئی نازل ہونے سے سورہ براءت کے مگر ایسی حالت میں کہ ہم لوگوں کو  
 یہ گمان ہو گیا تھا کہ کوئی ہم میں ایسا باقی نہ رہیگا کہ جس کے باری میں کچھ نہ کچھ کلام الہی  
 نازل نہ ہو اور یہ سورہ سورہ فاضیہ یعنی فیضیت کہ نبی الا کہلاتا تھا اب یہ امر مذکور  
 کہ ان روایات سے - یہی ظاہر ہے کہ یہ سورہ مذمت صحابہ سے پر تھا یہاں تک  
 کہ خلیفہ ثانی کو اہلسنت نے اور ابن عباس کو یہ گمان ہوا کہ موسیٰ صحابی اس

نہ بیچیکا کہ جسکا ذکر برای کے ساتھ اس سورہ میں نہوا ہوا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ سورہ  
 سورہ بقرہ کے برابر تھا اور فی الحال جسقدر نسخ قرآن میں پایا جاتا ہو وہ ٹولٹ  
 یا ربع سے بھی کم ہے اور بسم اللہ اس سورہ کے اوّل میں نہیں ہے تو اسکا سبب  
 امام مالک نے یہ بیان کیا ہو کہ یہ سورہ مع بسم اللہ اول سے کم ہو گیا ہے پس ان  
 دو نون امر و نکتے جمع کر نیسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک بڑا جزبہ اس سورہ کا جو بہت  
 صحابہ سے پڑھا اور جسقدر یہ سورہ موجود ہے اسکا ڈگنا یا گنا تھا نسخ موجود  
 قرآن سے نکل گیا اب چند وہ روایات بیان کیے جاتے ہیں جنسے ظاہر ہو کہ نسخ  
 موجودہ قرآن میں غلطی اغنی جانب پروردگار سے کچھ نازل ہوا اور قرآن  
 موجود میں کچھ اور لکھ گیا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی کتاب الاتقان نے  
 علوم الفرقان میں فرماتے ہیں کہ ابن جریر اور سعید بن مسعود نے اپنی کتاب  
 سنن میں سعید بن جبر کی طرف سے بن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں  
 حتیٰ تستأنسوا و تسلموا جو واقع ہوا ہے یہ خطای کاتب ہو بجائے حتیٰ تستأنسوا  
 و تسلموا کے حتیٰ تستاذنوا و تسلموا ہی علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اس  
 حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہو حاکم کہ ائمہ جلیل الشان ہی علم حدیث  
 کے ہیں کتاب مستدرک علی الصحیحین میں فرماتے ہیں کہ مجاہد نے جو شاگرد خاص  
 ابن عباس کے تھے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کاتب قرآن نے خطا کی  
 بجای تستاذنوا کے تستأنسوا لکھ گیا حاکم بعد نقل اس حدیث کے فرماتی ہیں  
 کہ ہذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط الشیخین یعنی یہ حدیث صحیح وہ ہے کہ  
 جسکی اسناد صحیح ہو جس طرح بخاری اور مسلم صحیحین میں التزام کیا گیا ہو پس اس سے  
 ظاہر ہے کہ یہ حدیث وہی پائیدار کتب جو پائیدار حدیث صحیحین کا ہو علامہ  
 جلال الدین سیوطی درمثور میں فرماتے ہیں کہ اخراج الفقہاء و سعید بن مسعود

وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری  
 فی المصاحف وابن مندہ فی غرائب شعبہ والحاکم وصحیح ابن مردودہ والبیہقی  
 فی شعب الایمان والفضلاء فی المختارۃ من طرائق عن ابن عباس رضی اللہ  
 عنہما فی قولہ تعالیٰ حتی تستانسوا وتسلموا علیہا قال اخطئ الکاتب انما ہی  
 تستاذنوا یعنی فریابے اور سعید بن منصور اور شعب بن حمید اور ابن جریر اور  
 ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور ابن مندہ  
 نے کتاب غرائب شعبہ میں اور حاکم نے اس حدیث کو جو آگے بیان ہوگی روایت  
 کیا ہے تو اس پر یہ بھی حکم کیا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی حدیث کو ابن جریر  
 اور بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں اور خیاض مقدسی نے کتاب المختارہ میں  
 بہت سی طریقوں سے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ وہ کہتی تھیں کہ تستانسوا  
 غلطی کاتب سی لکھ گیا ہو یہ لفظ تستاذنوا ہی دوسری جگہ درمنثور میں مذکور  
 ہے کہ اخرج ابن جریر وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عباس رضی  
 اللہ عنہ قراء افلم یتبین الذین امنوا فقیل لہ انہا فی المصحف افلم یتبین الذین  
 امنوا فقال اظن الکاتب کتبھا وھونا حس یعنی ابن جریر طبری اور ابن الانباری  
 نے کتاب مصاحف میں ابن عباس سے روایت کی ہو کہ انھوں نے بجای افلم  
 یتبین الذین امنوا کے جو نسخ موجودہ قرآن میں پایا جاتا ہی افلم یتبین  
 الذین امنوا پڑھا لو کون نے ابن عباس سے کہا کہ قرآن میں تو افلم  
 یتبین الذین امنوا ہو انھوں نے جواب دیا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ افلم  
 یتبین جو کاتب نے قرآن میں لکھا ہو تو سبب اپنی اونگھ جانے کی لکھا ہو  
 نیندہ کے غلبہ سے افلم یتبین کہ افلم یتبین لکھ گیا اور اتقان میں  
 مرقوم ہے کہ ابن الانباری نے عکرمہ کے طریقہ سے ہی روایت ابن عباس

سے کی ہے اور حافظ جلیل و امام نبیل الہدایت کے حافظ ابن حجر عسقلانی  
 فتح الباری میں لکھتی ہیں کہ مروی الطبری و عبد بن حمید باسناد صحیح کلہم  
 من رجال البخاری عن ابن عباس انہ قال یقرأ ہا اقلہ یتبین و  
 یقول کتبہا الکاتب و ہونا عس یعنی طبری اور عبد بن حمید نے بسند صحیح ابن  
 عباس سے روایت کی اور اس سند میں جتنی روایت ہیں وہ وہ لوگ ہیں کہ جیسے بخاری  
 روایت کرتے ہیں اس روایت میں آیا ہے کہ ابن عباس بنجای افلم یتبین  
 کے افلم یتبین پڑھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس آیہ کو کاتب جو لکھتا  
 تو وہ اس وقت اونگھ گیا تھا بعد چند سطور کے فتح الباری میں مرقوم ہے وقد  
 جاء عن ابن عباس نحو ذلك في قوله تعالى وقضى ربك الا تصبدوا الا  
 ايا لا اخرجه سعيد بن منصور باسناد جيد عنه یعنی ابن عباس سے اور  
 یہی اس طرح کی روایت تحریف قرآن میں آیہ وقضى ربك الا تصبدوا الا ايا  
 کے بار میں آئی ہے اس روایت کو سعید بن منصور نے ساتھ اسناد و جید کے  
 روایت کی ہے اور مخفی نہ ہے کہ جس روایت کی طرف حافظ ابن حجر نے اشارہ کیا  
 وہ روایت القان اور درمنثور میں مذکور ہے چنانچہ درمنثور میں لکھا ہے اخرجه  
 وسعيد بن منصور وابن جرير وابن المنذر وابن الاثير في المصنف  
 من طريق سعيد بن جابر عن ابن عباس رضي الله عنه في قوله وقضى ربك  
 الا تصبدوا الا ايا لا قال التزموا بالصاد وانتم تقرأونها وقضى ربك  
 یعنی فریالی اور سعید بن منصور اور ابن منذر اور ابن ابی ہاشم فی کتاب المصنف  
 میں سعید بن جبیر کے طریقہ سے ابن عباس سے روایت کی ہے اس آیت کی انکی  
 باری میں وقضى ربك ان لا تصبدوا الا ايا لا کہ ابن عباس یہ کہتی تھے کہ  
 یہ لفظ ہے ووصی ربک وادعوا میں لکھا اب تم لوگ اسکو وقضى ربك پڑھا

واخرج ابن ابی حاتم عن طریق الضحاك عن ابن عباس رضى الله عنه مثله واخرج  
 ابو عبیدہ وابن مہزیار وابن المنذر وابن مردويه عن طریق مہزیار بن  
 مہران عن ابن عباس قال انزل الله هذا الحرف على لسان نبيكم ووصي  
 ربك الا تعبدوا الا اياه لا تخضعوا لاحدى الواوين بالصاد فقراء الناس  
 وقضى ربك ولونزلت على القضاء ما اشرك به احدًا اور ابن ابی حاتم فی ضحاك  
 کے طریقہ سے اسی طرح ابن عباس سے روایت کی ہے اور ابو عبیدہ اور ابن  
 مہزیار اور ابن المنذر اور ابن مردويه نے مہزیار بن مہران کے طریقہ سے ابن  
 عباس سے روایت کی ہے کہ یہ لفظ اس ایہ میں تمہارے پیغمبر کی زبان پر تھا  
 خدا سے اس طرح نازل ہوئی تھی کہ وصی ربك الا تعبدوا الا اياه آپس  
 لفظ وصی میں سے ایک واو صا میں مل گیا پس لوگوں نے وقضى ربك پڑھا اور اگر  
 یہ آیت اس طرح نازل ہوتی کہ اسمین لفظ وقضى ربك ہوتی تو کوئی شخص مشرک  
 نہ ہوتا پس مخفی نہ ہے کہ مراد ابن عباس کی یہ ہے کہ اگر وقضى ربك در اصل کلام  
 خدا ہوتا تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ جناب باری نے ختم کر دیا ہے کہ کوئی عبادت  
 نہ کرے بجز اللہ کے کیسی اور جبکہ یہ امر حتمی ہوتا تو لازم آتا کہ سوا خدا کی کسی  
 عبادت دنیا میں نہ ہو اور جب یہ بات ہوتی کہ سوا خدا کے کسی عبادت  
 دنیا میں نہ ہوتی تو کوئی دنیا میں مشرک نہ ہوتا حالانکہ مشرکین بکثرت موجود ہیں  
 اور کلام خدا محمول کذب و دروغ پر نہیں ہو سکتا اور اگر یہ سمجھا جاوی کہ  
 حقیقہاً نے وقضى ربك فرمایا ہے تو اس کلام خدا کا کذب الیاف و باطل لازم  
 آتا ہے پس معلوم ہوا کہ حقیقہاً نے وقضى ربك نہیں فرمایا بلکہ وصی ربك  
 فرمایا ہے اور اتقان میں مرقوم ہے کہ اخرج سعید بن منصور عن  
 طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ کان يقول فی قوله تعالیٰ



وقضى ربك انما هي ووصى ربك التزقت الوا بالصاد واخرجه ابن ابي شته  
 بلفظ استمد الكتاب مداد كثيرا فالتزقت الوا بالصاد واخرج هو من  
 طريق الضحاك عن ابن عباس انه كان يقرأ ووصى ربك ويقول امر ربك  
 انهما واوان اتصفت احديهما بالصاد واخرجه من طريق اخرى عن  
 الضحاك انه قال كيف تقرأ هذا الحرف قال وقضى ربك قال ليس كذلك  
 تقرأ ها نحن ولا ابن عباس انما هي ووصى ربك كذلك كانت تقرأ و  
 تكتب فاستمد كاتبكم فاخل القلم مداد كثيرا فالتزقت الوا بالصاد ثم قرأ  
 ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب ولو كانت قضاء من الرب لم يستطع احد  
 من قضاء الرب ولكنه وصيته او وصى بها العباد يعني سعيد بن منصور في سعيد  
 بن جبر کے طریقہ سی روایت کی ہے ابن عباس سے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ قضی  
 ربک تھے باریعین کہ یہ وہی ربک ہے واو صا دین ملگیا اس روایت کو ابن شتہ  
 فی اسطر جبر روایت کیا ہے کہ کاتب قرآن نے روشنائی جو دو ات سی قلم میں  
 لکھی تو روشنائی قلم میں بہت سی چلی آئی سیو جہ و او بسبب زیادتی روشنائی  
 کے صا دین ملگیا اور اسی ابن شتہ نے ضحاک کے طریقہ سے ابن عباس سے  
 روایت کی ہے کہ وہ بجای قضی ربک کے ووصی ربک پڑھا کرتے تھے اور  
 کہا کرتے تھے کہ اس آیت میں اس امر کا بیان ہے کہ پروردگار نے حکم دیا ہے  
 نہ یہ کہ تم متفر کیا ہو اور اصل یہ ہے کہ یہاں دو واو تھے ایک واو صا د  
 میں ملگیا اور دوسرے طریق سے ابن شتہ نے ضحاک سے روایت کی ہے  
 کہ ضحاک نے راوی سے کہا کہ اس آیت میں جو یہ لفظ ہے اسکو تم کس طرح  
 پڑھتے ہو راوی نے کہا کہ قضی ربک ہم پڑھتے ہیں ضحاک نے کہا کہ ہم  
 اور ابن عباس اسکو اس طرح نہیں پڑھتے یہ لفظ درحقیقت سوا محی صی بک

کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ اسبطر حیرتینی وصی ربک پڑھی جاتی اور لکھی جاتی  
تھی تمہارے کاتب نے روشنائی جو قلم میں لی تو قلم میں روشنائی بہت سی علی آ  
پس وادو صادمین ملکیا اسکے بعد ابن عباس نے اس آیت وافی ہدایہ کی تلاوت  
کی ولقد وصینا الذین ادوا الکتاب اور مخفی نہ رہے کہ مقصود ابن عباس کا  
اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ بسطرح جناب باری نے لفظ وصینا ارشاد  
کی ہے اسبطرح بیان ہی وصی فرمایا تھا اور بجانب خدا سے یہ امر بقضائی جہتی  
محتوم ہوا ہوتا کہ کوئی شخص سوائے خدا کے کسیکی عبادت نہ کرے تو کسیکی مجال یہ  
نہ تھی کہ قضائی خدا کو رد کرے لیکن یہ بات نہیں ہے یہ صرف ایک وصیت ہے  
کہ جناب باری نے بندوں کو وصیت فرمائی ہے اور واضح رہے کہ لفظ وصیت  
یہاں مراد ہدایت و ارشاد ہے اور ایک مقام میں درمشور میں مسطور ہے کہ  
اخرج سعید بن منصور وابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ کان  
یقرأ ولقد آتینا موسیٰ وطہرون الفرقان فیسلو ویقول خذوا ہذا الواو اصلہا  
ھہنا فی الذین یحلون العرش ومن حولہ یعنی روایت کی سعید بن منصور اور  
ابن منذر نے ابن عباس سے کہ وہ آیت ولقد آتینا موسیٰ وھارون الفرقان  
وضیاء میں الفرقان فیسلو پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ واو کو یہاں سے اٹھاؤ  
یعنی وضیاء میں سے اور آیت الذین یحلون العرش ومن حولہ میں داخل کرو  
اور آتقان میں لکھا ہے اخرج ابن ابی حاتم عن طریق الذہیر بن حریت  
عن عکرمہ عن ابن عباس قال نزلوا ہذا الواو فاجلوا فی الذین یحلون العرش  
ومن حولہ یعنی اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے زبیر بن حزیم کے طریقہ سے  
عکرمہ سے روایت کی ہے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے  
تو پایا کہ اس واو کو اس آیت سے نکال کے آیت الذین یحلون العرش ومن حولہ میں داخل

کرو اور قبل کے لکھا ہو وما اخرجہ سعید بن منصور وغیرہ من طریق  
 عمرو بن دینار عن عمارہ عن ابن عباس انہ کان یقرء ولقد  
 اتینا موسیٰ وحاشا من الفرقان صیاء ویقول خذوا ہذا الواو واجعلوها  
 ہنا والذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا الکمالیۃ یعنی سعید بن  
 منصور وغیرہ نے عمرو بن دینار کے طریقہ سے عمارہ سے روایت کی نہون  
 ابن عباس سے روایت کی کہ وہ اس آیہ کو اس طرح پڑھتے تھے ولقد آتینا  
 موسیٰ وھارون الفرقان فیلہ اور کہا کرتے تھے کہ اس واو کو یہاں نسبی نکال کے  
 آیہ والذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا الکمالیۃ میں داخل کرو  
 اور ایک مقام میں درمنثور میں مسطور ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی  
 قولہ تعالیٰ مثل نور لا قال ہی خطاء من الکاتب ہو اعظم من ان یکون نور لا  
 مثل نور المشکوۃ قال مثل نور المؤمن مشکوۃ اور اتقان میں مذکور ہے  
 وما اخرجہ ابن اثیر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ مثل نور لا  
 مشکوۃ قال ہی خطاء من الکاتب ہو اعظم من ان یکون نور لا مثل نور  
 المشکوۃ انما ہی مثل نور المؤمن فلا صدق و لو  
 ہا بار تو نکایہ ہو کہ ابن ابی حاتم اور ابن اثیر نے عطا کی طریقہ سے ابن عباس  
 سے روایت کی ہو کہ آیہ مثل نور لا مشکوۃ کے بار میں ابن عباس کہتے تھے  
 کہ میں کاتب قرآن سے غلطی ہوئی ہو اصل آیہ سو اے اے اور کچھ نہیں ہی کہ  
 مثل نور المؤمن مشکوۃ کاتب غلطی سے نورہ لکھ گیا حق تعالیٰ اس بات سے  
 بزرگتر ہے کہ اس کے نور کی مثال مثل مشکوۃ کے ہو اور امام مالک جو حارثون  
 سی ایک امام اہلسنت کے ہیں موطنی میں لکھتے ہیں مالک اللہ سال ابن شہاب  
 عن قول اللہ تبارک و تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم

الجمعة فاسعوا الى ذكر الله فقال ابن شهاب كان عمر بن الخطاب يقرأها اذا نودي  
 للصلوة من يوم الجمعة فامضوا الى ذكر الله اورور مشورين مذكور هو اخبر ابو عبد  
 في فضائله وسعيد بن منصور وابن شيبه وابن المنذر وابن الانباري  
 في المصاحف عن خريشه بن الحر رض قال راى معي عمر بن الخطاب لو حاكم مكتوباً  
 فيها يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله  
 فقال من املى عليك هذا قلت ابى بن كعب قال ان ابياً اقراءنا بالنسوخ اقراءها  
 فامضوا الى ذكر الله واخرج عبد بن حميد عن ابراهيم رض قال قيل لعمران ايتنا  
 يقرأ فاسعوا الى ذكر الله قال عمر اني اعلمني بالنسوخ وكان يقرأها فامضوا الى ذكر  
 الله واخرج الشافعي في الام وعبد الرزاق والقرطبي وسعيد بن منصور وابن  
 ابى شيبه وعبد بن حميد وابن المنذر وابن جرير وابن ابى حاتم وابن  
 الاثير في المصاحف واليهيقي في سنة عن عمر قال ما سمعت عمر يقرأها قط الا  
 فامضوا الى ذكر الله واخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد عن بن عمر قال لقد تولى  
 عمر ما يقرأ هذه الآية التي في سورة الجمعة الا فامضوا الى ذكر الله واخرج  
 عبد الرزاق والقرطبي وابو عبيد وسعيد بن منصور وابن ابى شيبه وعبد  
 بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن الانباري والطبراني من طرق عن  
 ابن مسعود رضي الله عنه كان يقرأ فامضوا الى ذكر الله قال ولو كان فاسعوا  
 حتى يسقط سرادى او صحيح بخاري ميم لكها بك قراءة عمر فامضوا الى ذكر الله  
 فتح البخاري شرح صحيح بخاري من حافظ بن حجر عسقلاني اس قول كى شرح ميم لكهتي ميم  
 كرتبت هذا في رواية الكشمهني وحده لا مروى الطبراني عن عبد الحميد  
 بن بيان عن سفيان عن الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابي عبد  
 قال ما سمعت عمر يقرأها قط الا فامضوا ومن طريق مغيرة عن ابراهيم قال

کرو اور قبل سکے لکھا ہو وما اخرجہ سعید بن منصور وغیرہ من طریق  
 عمرو بن دینار عن عمارہ عن ابن عباس انہ کان یقرء ولقد  
 اتینا موسیٰ وحاتم القرظان صیاء ویقول خذوا ہذا الواو واجعلوها  
 مہنا والذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا الکم لایۃ یعنی سعید بن  
 منصور وغیرہ نے عمرو بن دینار کے طریقہ سے عمارہ سے روایت کی نہون  
 ابن عباس سے روایت کی کہ وہ اس آیہ کو اس طرح پڑھتے تھے ولقد اتینا  
 موسیٰ وحاتم القرظان صیاء اور کہا کرتے تھے کہ اس واو کو یہاں نسکال کے  
 آیہ والذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا الکم لایۃ میں داخل کرو  
 اور ایک مقام میں درمشور میں سطور ہر اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی  
 قولہ تعالیٰ مثل نور قال ہی خطاء من الکاتب ہو اعظم من ان یکون نوراً  
 مثل نور المشکوۃ قال مثل نور المؤمن مشکوۃ اور اتقان میں مذکور ہے  
 وما اخرجہ ابن ابی حاتم عن ابن ابی حاتم عن طریق عطاء عن ابن عباس  
 فی قولہ تعالیٰ مثل نور لا مشکوۃ قال ہی خطاء من الکاتب ہو اعظم من  
 ان یکون نوراً لا مثل نور المشکوۃ انما ہی مثل نور المؤمن خلاصہ ان و نو  
 یہ بار تو نکایہ ہو کہ ابن ابی حاتم اور ابن ابی حاتم نے عطا کی طریقہ سے ابن عباس  
 سے روایت کی ہو کہ آیہ مثل نور لا مشکوۃ کے بار میں ابن عباس کہتے تھے  
 کہ میں کاتب قرآن سے غلطی ہوئی ہو اصل آیہ سوا اسکے اور کچھ نہیں ہی کہ  
 مثل نور المؤمن مشکوۃ کاتب غلطی سے نورہ لکھ گیا تھا تعالیٰ اس بات سے  
 بزرگتر ہے کہ اسکے نور کی مثال مثل مشکوۃ کے ہو اور امام مالک جو چارہ نہیں  
 سی ایک امام اہلسنت کے ہیں موطنی میں کہتے ہیں مالک اللہ سال ابن شہاب  
 عن قول اللہ تبارک وتعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اذ اودی للصلوۃ من یوم

الجمعة فاسعوا الى ذكر الله فقال ابن شهاب كان عمر بن الخطاب يقرأها اذا نودي  
 للصلاة من يوم الجمعة فامضوا الى ذكر الله اور ورفثورمين مذکور ہر اخرچر اعلید  
 فی فضائله وسعيد بن منصور وابن شبيبہ وابن المنذر وابن الانباری  
 فی المصاحف عن خرشہ بن الحر رض قال مرای معی عمر بن الخطاب لوھا مکتوباً  
 فیہا یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا الى ذکر الله  
 فقال من امل علیک هذا قلت ابی بن کعب قال ان ابیسا اقرا عا بالنسوخ اقراھا  
 فامضوا الى ذکر الله وخرج عبد بن حمید عن ابراہیم رض قال قیل لعمران ابی  
 یقر فاسعوا الى ذکر الله قال عمرانی اعلنی بالنسوخ وكان یقرھا فامضوا الى ذکر  
 الله وخرج الشافعی فی الام وعبد الرزاق والقرطبی وسعيد بن منصور وابن  
 ابی شبيبہ وعبد بن حمید وابن المنذر وابن جریر وابن ابی حاتم وابن  
 الانباری فی المصاحف والیهقی فی سننہ عن عمر قال ما سمعت عمر یقرھا قط الا  
 فامضوا الى ذکر الله وخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن بن عمر قال فذہبونی  
 عمر ما یقرھا هذا لا یتقی فی سورة الجمعة الا فامضوا الى ذکر الله وخرج  
 عبد الرزاق والقرطبی وابوعبید وسعيد بن منصور وابن ابی شبيبہ وعبد  
 بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن الانباری والطبرانی من طرق عن  
 ابن مسعود رض انه کان یقر فامضوا الى ذکر الله قال ولو کان فاسعوا  
 حتی یسقط سداى اور صحیح بخاری میں لکھا ہر کقراء عمر فامضوا الى ذکر الله  
 فتح الباری شرح صحیح بخاری من حافظ بن حجر عسقلانی اس قول کی شرح میں لکھتی ہیں  
 کہ ثبت ہذا فی روايتہ الکتشہنی وحدا وروی الطبرانی عن عبد الحمید  
 بن بیان عن سفیان عن الزہری عن سالم بن عبد الله عن ابیہ  
 قال ما سمعت عمر یقرھا قط الا فامضوا ومن طریق مغیرہ عن ابراہیم قال

قبل لمران ابن ابن کعب یقرء ہا فاسعوا قال ما انتہ اعلمنا و اقراءنا المنسوخ  
 وانما هی فامضوا و اخرجه سعید بن منصور فیہن الواسطہ بین ابراہیم و عمر  
 اندخشنہ بن الحنفیہ کلاما و اخرجه الیضا من طریق ابراہیم عن عبد اللہ  
 بن مسعود انہ کان یقرء ہا فامضوا یقول لو کانت فاسعوا لسعیت حتی یسقط  
 سرہ ای۔ محصل ترجمہ ان روایات کا یہ ہے کہ امام مالک نے روایت کی ہے کہ  
 ابن شہاب یعنی زہری سے پوچھا گیا اس آیت کے بار میں یا ایہا الذین آمنوا  
 اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ زہری نے کہا کہ عمر بن خطاب  
 اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے کہ فامضوا الی ذکر اللہ اور ابو عبیدہ نے کتاب فضائل میں  
 اپنے اور سعید بن منصور نے اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن المنذر اور ابن لابنار  
 نے مصاحف میں خرنشہ بن حرسے روایت کی ہے خرنشہ بن حریان کرتے ہیں  
 کہ عمر بن خطاب نے ایک لوح میں کہ جو میری پاس تھی اس آیت کو لکھا ہوا دیکھا اور  
 اس میں فاسعوا الی ذکر اللہ لکھا ہوا تھا تو مجھسی انہوں نے پوچھا کہ اس طرح یہ  
 آیت میں کس نے بتایا میں نے کہا ابی بن کعب نے عمر بن خطاب نے کہا کہ ہم صحابہ میں ابی  
 زیادہ تر قاری منسوخ قرآن ہے اس آیت کو اس طرح پڑھو فامضوا الی ذکر اللہ  
 اور عبد بن حمید نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطاب کے آگے بیان ہوا  
 کہ ابی فامضوا الی ذکر اللہ پڑھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں منسوخ قرآن کا علم  
 رکھتا ہوں اور عمر بن الخطاب فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا کرتے تھے اور اسی  
 روایت کو حافظ بن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ طبرانی نے مغیرہ کے طریقہ سے اس  
 روایت کو ابراہیم سے روایت کیا ہے بعد اسکے لکھا ہے کہ اسی روایت کو سعید  
 بن منصور نے جو روایت کیا ہے تو ابراہیم و عمر کے درمیان میں جو شخص اسطہ تھا  
 اور اسکا نام طبرانی کی روایت میں مذکور نہیں ہے اسکا نام بھی بیان کر دیا ہے

اور وہ شخص خورشہ بن حریر تو اب اسناد اس روایت کی صحیح ہو گئی اور امام  
 شافعی نے کتاب الامین اور امام عبد الرزاق اور فریابی اور سعید بن منصور  
 اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم  
 نے اور ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں اور امام بیہقی نے کتاب سنن میں  
 عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں سنا  
 کہ عمر بن خطاب نے اس آیہ میں سوا فامضوا الی ذکر اللہ کے اور کچھ پڑھا ہو  
 جب کبھی علیؑ اس آیت کو انہوں نے پڑھا بجای فامضوا کے ہمیشہ فامضوا پڑھا گو  
 فامضوا نہیں پڑھا اور اسی روایت کو حافظ بن حجر کہتے ہیں کہ طبرانی نے  
 عبد الحمید بن بیان سے روایت کی ہے اور انہوں نے سفیان سے اور انہوں  
 نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے کہ پوتی عمر بن الخطاب کی تھی اور انہوں نے اپنے  
 والد عبد اللہ سے کہ بیٹی عمر کی تھی اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے عبد اللہ  
 بن عمر سے روایت کی ہے کہ قضا کر گئے ہم مرتے مرتے انہوں نے اس آیت میں  
 سوا فامضوا الی ذکر اللہ کی اور کچھ پڑھا اور امام عبد الرزاق اور فریابی اور  
 ابو عبید اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر طبری  
 اور ابن المنذر اور ابن الانباری اور طبرانی نے کئی کئی طریقوں سے ابن مسعودؓ  
 روایت کی ہے کہ وہ بجای فامضوا پڑھا کرتے تھے اور کہتی تھے کہ  
 اگر حقیقت قرآن میں فامضوا نازل ہوا ہوتا تو میں اس طرح زور سے دوڑتا کہ میری  
 رداؤں ٹانگوں سے گر جاتی تھیں نہ کہ بر تقدیر فامضوا ہونیکے معنی اس آیہ وافی ہوتا  
 کہ یہ ہوتے ہیں کہ اسی مؤننین جیوقت کہ اواز دیجای نماز جمعہ کے قائم ہونیکے تو  
 جاؤ تم ذکر خدا میں شریک ہونیکو یعنی نماز جمعہ میں اور چھوڑ دو بیع کو اور عبد اللہ  
 بن مسعود اور خلیفہ ثانی اہلسنت کے یہی سمجھتی تھے کہ اگر فامضوا کلام خدا ہوتا تو



معنی اس کلام ہدایت الیام بلاغت نظام فصاحت انضمام کے یہ ہوتے کہ  
 دوڑو تم ذکر خدا یعنی نماز جمعہ میں شریک نہ بنو حالانکہ دوڑ کے جانے کے لیے حکم  
 خدا نہیں ہے بلکہ محض مشی اور امضا کا حکم ہے اسی بنا پر ابن مسعود از راہ استہزا  
 کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدا فاسعوا فرماتا تو دوڑنے کا حکم دیتا اور اگر خدا نے  
 دوڑنیکا حکم دیا ہوتا تو میں نماز جمعہ کے لیے استعد دوڑ کے جاتا کہ میری روائ  
 گرہ پڑتی اور دوسری جگہ درختوں میں مذکور ہو کہ اخراج ابو عبیدہ فی فضاہ  
 وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن ابی داؤد وابن المنذر  
 عن عمروة قال سألت عائشة عن الحسن. القرآن ان الذين امنوا والذين  
 هادوا والصابئون والمقيمین الصلوة والمؤتون الزکوة وان هذان لساھل  
 فقالت یا بن اخی هذا عمل لکتاب اخطاء وانی الکتاب اور اتفاق میں مذکور ہے  
 قال ابو عبیدہ فی فضائل القرآن حدثنا ابو معویة عن هشام بن عمروة عن  
 ابيہ عن جدہ قال سألت عائشة عن الحسن. القرآن عن قوله ان هذا  
 لساھل وعن قوله والمقيمین الصلوة والمؤتون الزکوة وعن قوله ان الذين  
 امنوا والذين هادوا والصابئون والنصارى قالت یا بن اخی هذا عمل  
 الکتاب اخطاء وانی الکتاب هذا الاسناد صحیح علی شرط الشيخین اور امام مسند  
 کے راغب اسفہانی نے رسالہ منفع میں لکھا ہے نا الخاقانی قال نا احمد بن محمد نا  
 علی بن عبد الغریز قال نا ابو عبیدہ قال نا ابو معویة عن هشام بن عمروة عن  
 ابيہ باقی عبارت مطابق عبارت منقولہ اتفاق کے ہے حاصل ترجمہ ان عبارت کا  
 یہ ہے کہ ابو عبیدہ نے فضائل قرآن میں اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور  
 ابن جریر اور ابن ابی داؤد اور ابن المنذر اور امام راغب اسفہانی فی باسما  
 مختلفہ عروہ بن زبیر بن عوام سی روایت کی ہے کہ عروہ نے عائشہ سی پوچھا تو انکی

غلطی کا حال جو آیا ان ہذا ان لسا حان اور لہ والمقیمین الصلوۃ والمؤتون

الزکوۃ اور آیا ان الذین آمنوا والذین ہادوا والصائبون والنصارى من واقع ہوی ہو عایشہ نے کہا کہ انہی پہنچتی میرے اور بنا بر بعض روایات کے ای

بہانجی میرے یہ فعل ہو کاتبون کا لکھنے میں انھوں نے غلطی کے ہو

جلال الدین سیوطی اتقان میں لکھتی ہیں کہ سند اس روایت کی اس مرتبہ میں

صحیح ہے جس مرتبہ میں کہ حدیث کے صحیح ہونے کا التزام کیا ہو بخین یعنی بخاری اور

مسلم نے اپنی صحیحین میں اس سے بڑھ کے طرفہ تر یہ ہو کہ ابان بن عثمان بن

عثمان صاحبزادی حضرت عثمان کے بھی والمقیمین الصلوۃ کی نسبت کہا کرتے تھے

کہ غلطی کا تب سے یہ لکھ گیا ہو اور ظاہر کلام تعلبی سے کہ کا بر علماء مشہورین سے

اہلسنت کے ہیں کتاب الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ظاہر ہوتا ہے کہ

والصائبون اور ان ہذا ان لسا حان میں وقوع تحریک کاتبان قرآن کے قائل

تھے اور اصل عبارت تعلبی کی کتاب مذکور میں یہ ہے اختلافی وجہ انتصابہ

فقلت عائشہ و ابان بن عثمان ہو غلط من الکاتب و تظیر قولہ الذین آمنوا

والذین ہادوا والصائبون والنصارى و قولہ ان ہذا ان لسا حان یعنی انتصاب

آیت مذکورہ میں اختلاف ہو عائشہ اور ابان بن عثمان نے بیان کیا کہ یہ غلطی کاتب ہو

اور اسطر حکم غلطی واقع ہوی ہو لفظ والصائبون اور ان ہذا ان لسا حان

میں اور اتقان میں مذکور ہو و اخرج ای بن اشتہ من طریق ابی بشیر عن سعید

بن جبیر انہ کان یقرأ والمقیمین الصلوۃ ویقول هو لحن من الکاتب یعنی روایت کی کہ

ابن اشتہ نے طریق سے ابی بشیر کے سعید بن جبیر سے کہ سعید بڑھتے تھے والمقیمین

الصلوۃ اور کہتی تھے کہ غلطی کا تب سے ہوی ہو اس سے ظاہر ہے کہ سعید بن جبیر

کہ جو اکابر تابعین میں سے تھے اور امام اہلسنت کے تعلبی قائل بوقوع تحریف کی ہیں

اور دوسرے مقام پر درمثور میں مسطور ہے کہ اخراج سعید بن منصور و احمد عبد  
بن حمید و البخاری فی تاریخ و ابن المنذر و ابن ابی شیبہ و ابن الاثیر و البخاری  
فی المصاحف و الدائمینی فی الافراد و الحاکم و صحیح و ابن مردودہ و ابن عساکر و ابن  
عمیر و فی اللہ عنہ انہ سأل عائشہ رضی اللہ عنہا کیف کان رسول اللہ ﷺ  
علیہ و آلہ بقرہ ہذا الایۃ و الذین یوتون ما اتوا و الذی یاتون ما اتوا فقالت  
ایتھما احب الیک قلت و الذی نفسی بیدہ لا حد لھما احب الی من الدنیا جمیعاً  
قالت ایھما قلت الذین یاتون ما اتوا فقالت اشھدان رسول اللہ ﷺ  
کان یقرہا و کذا کذا انزلت و لکن السجیۃ احقر فی محل مضمون یہ ہے کہ سعید بن  
منصور اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور عبد بن حمید نے اور بخاری نے  
اپنی تاریخ میں اور ابن المنذر اور ابن ابی شیبہ اور ابن الاثیر نے اور دارقطنی  
نے کتاب الافراد میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردودہ نے عبد بن  
عمیر سے روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے  
اور خلاصہ بیان عبد بن عمیر یہ ہے کہ عبد بن عمیر نے عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ  
آیہ و الذین یوتون ما اتوا کو کس طرح پڑھتے تھے الذین یاتون ما اتوا  
یا الذین یاتون ما اتوا عائشہ نے کہا کہ ان دو نو قراوتوں میں تمہیں کونسی قراوت  
مرغوب و محبوب ہے عبد بن عمیر نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ جان میری اس کے دست  
قدرت میں ہے ان دو نو قراوتوں میں سے ایک قراوت ساری دنیا سی زیادہ تر  
مجھے عزیز و محبوب ہے عائشہ نے پوچھا کہ کونسی قراوت عبد بن عمیر نے کہا کہ الذین  
یاتون ما اتوا عائشہ نے کہا کہ گواہی دیتی ہوں میں کہ رسول اللہ اس آیہ کو کس طرح  
پڑھتے تھے اور یہ آیت یوہن نازل ہوئی ہے لیکن ہجاء قرآن یعنی طرز کتابت  
الفاظ و حروف قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے دوسری جگہ درمثور میں مذکور ہے

اخرج محمد بن حمید والفریابی وابن جریر وابن المنذر عن مجاهد فی قوله تعالیٰ  
 وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ النَّبِیِّیْنَ لَمَّا اٰتٰیْکُمْ مِنْ کِتَابِ وَحْیِکَ قَالَ هٰی خَطَاۃٌ مِنْ الْکِتَابِ  
 وَهٰی فِی قِرَآءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْقَاتِ الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتَابَ وَاَخْرَجَ بَنُو جَرِیْرٍ عَنِ الرَّبِیْعِ  
 اَنَّهُ قَرَأَ وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتَابَ قَالَ وَكَذٰلِكَ یَقْرَأُ هَآلِکُمْ <sup>کعب</sup>  
 قَالَ الرَّبِیْعُ اَلَا تَرٰی اَنَّهُ یَقُوْلُ ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُولٌ مِّمَّنْ دَلَّکُمْ لَمَّا مَعَكُمْ لَتَوْمُنْ بِهٖ  
 وَلَتَنْصُرْهُ لَتَوْمُنْ بِتَحَدُّوْلَتَنْصُرْهُ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْکِتَابِ یعنی عبد بن حمید اور فریابی اور  
 ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہی آیت وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ النَّبِیِّیْنَ لَمَّا اٰتٰیْکُمْ  
 مِنْ کِتَابِ وَحْیِکَ کے باری میں روایت کی ہے کہ اس میں کاتبوں سے غلطی واقع ہو  
 ہے اور ابن مسعود کی قراءت میں یہ آیت اس طرح ہے وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ الَّذِیْنَ  
 اَوْتُوْا الْکِتَابَ اور ابن جریر نے ربیع سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کو اس طرح پڑھا  
 وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتَابَ اور بیان کیا کہ اس میں حسی اسکو الی بن کعب  
 بھی پڑھتے تھے اور ربیع نے بیان کیا کہ میں دیکھتی تھم کہ جناب باری نے اسی میں  
 فرمایا کہ ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُولٌ مِّمَّنْ دَلَّکُمْ لَمَّا مَعَكُمْ لَتَوْمُنْ بِهٖ وَلَتَنْصُرْهُ اور مراد یہ ہے  
 کہ ہر آئینہ ایمان لاؤ تم ساتھ محمد کے اور ہر آئینہ نصرت کرو تم انکی اور بعد اسکے ربیع  
 نے کہا کہ یہ لوگ جملویہ حکم ہو و اہل کتاب ہیں اور غلطی نے کتاب الکشف البیان میں  
 عن تفسیر القران میں لکھا ہے کہ مجاہد ہذا غلط من کتاب وہی فی قراءۃ ابن مسعود  
 ابی بن کعب وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتَابَ لَتَوْمُنْ بِهٖ وَلَتَنْصُرْهُ  
 مجاہد نے کہا کہ یہ غلطی ہے کاتب کی اور ابن مسعود اور ابی بن کعب کی قراءت میں  
 وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتَابَ ہی آیا نہیں دیکھتے ہو تم طرف قول خدای عزوجل  
 کے ثُمَّ جَاءَ کُمْ مَخْضٰی نر ہے کہ ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود و زونیر ہی صحابی  
 جلیل القدر اور حافظ قرآن تھے اور ربیع و مجاہد بڑے نامور اور مجاہد المہنت ہیں

اور مجاہد شاگرد خاص ابن عباس اور علم تفسیر میں مقتدا الناس ہیں ان عبارات منعقدہ سی ظاہر ہوا کہ ان لہجہ کے نزدیک کتاب نے غلطی کی کہ بجائے الذین او تو کتاب کے التین لکھ گیا جو اب تک نسخ موجودہ قرآن میں موجود ہیں اور سبب اس کا کہ یہ لوگ ایسا سمجھتی تھے وہ ہی جیسر ابو مسلم اسفہانی نے بھی کہ کاتب تفسیر میں ہیں اور امام اہلسنت فخر الدین رازی نے بہت سی مدح اسکی تفسیر کبیر میں کی ہے اعتماد کیا ہے اور بیان اسکا تفسیر کبیر میں نقل عن ابی مسلم موجود ہے اور وہ سبب یہ ہے کہ معانی آیت جسطح کہ نسخ موجودہ قرآن میں پائی جاتی ہے رجوع اس امر کی طرف کرتے ہیں کہ حقائق نے پیروں سے عمار و میناق لیا تھا کہ وہ نصرت کر نیلے جناب رسول خدا صلعم کی مالانکہ یہ سبب بغیر حضرت کے زمانہ میں قضا کر چکے تھے اور اس صورت میں کیونکر نصرت کر سکتی تھے پس اگر معنی ظاہری آیت پر بنا کیجاوی تو لازم آتا ہے کہ حقائق نے پیروں کو تکلیف مالا یطاق دی اور واضح رہے کہ جن روایات اہلسنت کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کے الفاظ بہت سی بدل گئے ہیں وہ منسبت ان روایات کے کہ جو مذکور ہوئے بکثرت اور الاعتدال و التحصی میں اختصاراً انہیں چند روایات کے نقل کرنے پر اکتفا کی گئی جس شخص کو زیادہ دیکھنے کا شوق ہو وہ درفتور اور اتقان وغیرہما کتب تفاسیر اہلسنت اور کتب احادیث اہلسنت کی طرف رجوع کرے بیشمار طرح کی شہادتیں پاویگا اور یہ بھی واضح رہے کہ اگر وہ روایات لکھے جاویں جنسے وقوع تحریف قرآن میں ثابت ہوتا ہے لیکن اہلسنت ان روایات کو اختلاف قراوت پر محمول کرتے ہیں یا اون چیزوں کے فسوخ ہو جائے گا ان میں جسطح آیات اللہ هو الذی انزل ہوا ہے اور بجائے فطلقوہن لعدتھن کے فطلقوہن قبل عدتھن واقع ہوا ہے اس طرح کی روایات کے

بیان سی ایک بڑا مجلد بلکہ کئی مجلد ملو جو دین اگر کسی شخص کو ایک نمونہ ایسی روایات دیکھنا منظور ہو تو کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کی طرف رجوع لاوی اسلئے کہ میں ایک مقام پر خلاصہ ان روایات کا کمال اختصار و لطافت مذکور ہو صرف اوسیکو دیکھکے صاحب فہم و انصاف کی عقل متحیر و ششدر ہوتی ہو لیکن ان چپندہ اوراق میں وہ روایات کھسی گئی ہیں کہ انہیں حضرات اہلسنت اختلاف قرائت کا عذر پیش کر سکتی ہیں اور نہ منسوخ التلاوة ہونیکا پس مخفی نہ رہے کہ بنابر قول بعد از وقوع التحریف فی القرآن کے ظاہر و آشکار ما تہ شمس نصف النہار ہو کہ میر طعن کو نہین ہو سکتا بلکہ یہ طعن اہلسنت و جماعت پر عامد و راجع ہوتا ہو کیونکہ انکار قطعی انکو تحریف کا ممکن نہین ہو قطعاً اور اگر تحریف فرض بھی کیجا وی تو انہیں بات سے ہوسی ہو کہ جان فضائل الہییت نبی یا جہان مذمت صحابہ کی تمہی اور یہ منافی استعمال قرآن کو نہین ہو اب رہا یہ امر کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے قرآن درست کر کے کیون نہ دیا پس جواب اسکا یہ ہو کہ یہ امر کہ جناب امیر المؤمنین حجۃ اللہ فی العالمین غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ التحیۃ و التناہب النسیم و الصبار فی قرآن کو جمع کیا قطعی و یقینی ہو کہ انکار اسکا مثل انکار لیل و نہار باطل ہو اب رہا یہ امر کہ حضرت فی امت کو کیون نہ دیا پس ظاہر ہو کہ اطہار حق میں مساعدت زمانہ نے حضرت کے زمانہ تسلط ملتہ میں نہ کی اور عہد خلافت ظاہری میں بھی جو تشاجر جدال و قتال و عصیان و خذلان اشراف و اعیان و قسامح و تقاعد اصحاب و خللان و قتلہ انصار و اعدان حضرت کی واسطی رہا ظاہر و آشکار کا لشمس نے رابعہ النہار ہو کہ پنج قول حق و بیضاح کلام صدق کا حضرت کو محل ہوا اور کسدن اطمینان تام ارتفاع ظلم و جور طعام پیام سے حاصل ہوا جیسا کہ خود کلام ہدایت الیہام بلاغت نظام فصاحت انعام سے حضرت کی ظاہر

ہوتا ہو اور وہ یہ ہو ماہی الہا الکوفۃ اقبضہا وابسطہا ان لم تکن فی الہا انت تہت  
 اعاصیرک فقبضک اللہ نسل یقول الشاغر لہ لعلم بیک الخیر یا عمرا تنش  
 علی وضہ من ذالاء قلیل ۛ ثم قال علیہ السلام انبتت لیسرا قد اطاعہ لہین  
 وانی واللہ لا ظن ان ہولاء القوم سید الون منکم باجماع علیہ باطلہم و  
 تفرقہم عن حکم و معصیتکم اما کم فی الحق و طاعتہم اما منہم فی الباطل  
 و باد انہم الامانۃ الی صاحبہم و خیانتکم صاحبکم و بصلاحہم فی بلادہم  
 و فسادکم فلوا لثمنت احدکم علی قعب الخشیت ان یدہب ببلادۃ اللہم  
 انی قد ملتہم و ملونی و شمتہم و سمنونی فادہ لانی بہم خیرا منہم و ابد لانی بی تسلا  
 منی اللہم مت قلوبہم کما یأثم المجر فی الماء اما واللہ لوددت ان لی بکم الف  
 فارس من بنی فراس ہن غم شہر ہنالک لوددت اناس منہم ۛ فوارس  
 مثل اسمیتہ اعجلہم و یحصل ترجمہ اسکا یہ ہو کہ تم شکست پاؤ گے بسبب اجتماع  
 ان لوگوں کے باطل اپنے پر اور تفرق تمہارے یکے کے حق اپنے سے اور بسبب  
 جنایت و معصیت تمہاری کے امام اپنے کو حق میں اور طاعت انکی کے امام  
 اپنے کو باطل میں ادا و اکر نے انکی کے امانت کو طرف مالک اپنے کے اور  
 بسبب خیانت تمہاری کی مالک اپنے کو اور بسبب درستی کرنے انکی کے اپنے  
 شہروں میں اور فساد و تمہارے یکے پس اگر امین کرو نہیں تم میں سے کسی کو اوپر  
 کانسہ چوبین کے تو ڈرتا ہو نہیں یہ کہ لیجاوے اسکو مع دستہ بار خدا ملول کیا میٹر  
 انگہ اور انہوں نے مجھ کو اور تکلیف دی انہوں نے مجھ کو اور میں نے اونکو  
 پس بدل دے میرے تین عوض میں اون لوگوں کے بہتر کو ان لوگوں سے  
 اور بدل دے ان لوگوں کے تین عوض میں میرے بدتر کو جسی بار آہا گد کہ  
 قلوب کو ان لوگوں کے جیسا کہ گداختہ کیا جاتا ہو نہک پانی میں قسم خدا کی دوست

رکتا ہونین کہ ہوتے واسطے میرے ہزار سوار تہی فراس بن غنم سے بعد اسکے  
 حضرت نے تمثیل اس شعر سے کیا ہے ہنالک لو دعوت اتاکم منہم فراس  
 مثل اس مینۃ الحیثم یعنی اس وقت میں اگر بلائی تو آتی تیری پاس سوار مثل ابر  
 گریا کے پس اس کلام عجز نظام و ہدایت قوام سے تقاعد و عصیان و تشاجر و  
 عدوان و غدر لان واضح و واضح ہے اور تمثیل اسکے اکثر بلکہ کم خطب حضرت کی  
 شکایت سے غالی بن پس کیا تعجب ہو ان حضرات سے کہ جو دعویٰ عقل و نفس  
 کرتے ہیں اور جو رو اعتراف کو پسند نہیں کرتے ہیں اور باوجود اسکے کہ کئی ہیں  
 کہ قرآن درست کر کے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے امت کو کیوں  
 ندیا حالانکہ یہ نہیں سمجھتی کہ اس امر میں کتنا بڑا مفسدہ عظیم ہو و من لہ یجعل اللہ  
 لہ نورا انما لہ من نور و ما علینا الا البلاغ وانا العبد المذنب الی رحمة ربہ القوی

سید سبط احین النقی تمثیل فی سنہ ۱۲۷۵ ہجری

### توضیح امضیٰ متعلقہ کتاب احادیث

واضح رہے کہ حدیث کی دو بین ہیں متواتر و احاد اور متواتر مطلقاً اور احاد  
 مختلفہ بالترائن و غیر علم و یقین ہوتی ہے اور اخبار احاد سی کہ جو عام عن القرآن  
 ہوں قطع نہیں حاصل ہوتا بلکہ ظن حاصل ہوتا ہے اور لفظ ظن جو قرآن و احادیث  
 میں ذم کے ساتھ آ رہا ہے علی الظاہ ذہنی ظن اصطلاحی اصول میں نہیں ہے  
 اگرچہ اتفاقاً کبھی تصادق ہو جاتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک خبر ایک عصر میں  
 متواتر ہو اور دوسرے عصر میں متواتر نہ ہو پس اخبار احاد عامی عن القرآن کہ  
 کہ جو موجب علم و یقین نہیں ہوتے ہیں بلکہ محض ظن حاصل ہوتا ہے حجت ہی کئی و چھٹی  
 اولایہ کہ حق تعالیٰ قرآن مجید و فرقان حمید میں فرماتا ہے ان جاءکم فاسق بنبأ فتؤمنوا

















